معاشرتی ہم آہنگی اور پائیدار ترقی و امن میں خاندان کا کردار عصری تناظر میں

Role of the family in the durable social progress and maintaining of peace in contemporary society

ڈاکٹر ارم سلطانہ*
ڈاکٹر سید نعیم بادشاہ**

ABSTRACT

Human being is social by nature, and has been living collective society. Only a strong family system can make and save the fabric of human society. In fact Family is a building block of The formation of a Family is the only institution where the nations are built. societal structure. family through peace and development which one can find security and peace of society is very important in Islam. That's why Islam assigns the duty to spouses to create peace and harmony in family relations. In the following article concept and importance of family is highlighted and characteristics of Islamic family system has also been differentiated. The method used for the research was descriptive and standard.

Key Words: *collective society, strong family, institution, peace of society, harmony*

امن و امان کسی بھی معاشرے کی بقاء و استحکام کے لئے ناگزیر ہوتا ہے۔ آج پوری دنیا میں بدامنی اور خلفشار برپا ہے جس سے معاشرے کا سکون غارت ہو رہا ہے اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ خاندانی نظام منقطع ہو چکا ہے۔

اسلام میں خاندانی نظام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے دین اسلام فرد کی فکری تربیت کے حوالے سے اس حقیقت کو متعارف کراتا ہے کہ انسان معاشرت پسندی کے خمیر سے تخلیق کیا گیا۔ خاندان معاشرے کا سب سے اہم اور بنیادی یونٹ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان رشتہ ازدواج سے وجود میں آتا ہے، معاشرے کی ترقی و نشو نما کا انحصار جہاں خاندان پر ہے وہاں معاشرے کی تنزلی و انتشار کا انحصار بھی اسی خاندان پر ہے، کیونکہ خاندان ہی سے معاشرے وجود میں آتے ہیں، جس خاندان کی اکائی مضبوط اور مستحکم ہو گی اسی قدر ہی معاشرہ اور ریاست مضبوط اور مستحکم ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے خاندان کو انتشار سے بچانے اور اسے استحکام بخشنے کے لئے باہمی حقوق و فرائض کا ایک سلسلہ قائم کر دی۔ جس پر عمل پیرا ہو کر انفرادیت پسندی، عدم اعتماد، پریشانی اور انتشار جیسے معاشرتی امراض کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾(1)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، نمل یونیورسٹی اسلام آباد
** چیئرمین شعبہ اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

یعنی ایمان والے آپس میں ایک دوسرے کے غمخوار ہمدرد اور مددگار ہوتے ہیں، جن باتوں میں سب کا بھلا ہے ان کے کرنے کا حکم کرتے ہیں اور جو باتیں انسان کے لئے تباہ کرنے والی ہیں ان کو چھوڑ دینے کے لئے کہتے ہیں۔

خاندان کا مفہوم

خاندان اردو زبان کا لفظ ہے جس کے لئے عربی لغت میں عائلہ، اسرۃ اور عشیرۃ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، انگریزی میں Family اور فارسی میں خانوادہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

عربی لغت میں مادہ "عول" کے ذیل میں "عائلۃ" مصدر سے خاندان کا مفہوم واضح کیا گیا ہے مثلاً عربی زبان میں سربراہ خاندان کے لئے "**عيال الرجل**" کی اصطلاح مستعمل ہے۔ لسان العرب نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"وعِيَالُ الرَّجُلِ وعَيِّلُه الذين يَتَكَفَّلُ بهم وقد يكون العَيِّلُ واحداً والجمع عالةٌ "[2]

ترجمہ: آدمی کے عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے، عیل واحد ہے اور اس کی جمع عالۃ ہے۔

"عالَ عِيالَه يَعُولُهم إِذا كَفَاهم مَعاشَهم وقال غيره إِذا قاتَهم وقيل قام بما يحتاجون إِليه من قُوت وكسوة وغيرهما "[3]

ترجمہ: عیال اسے کہا جاتا ہے جس کی معاشی طور پر کفالت کی جائے اور بعض نے کہا ہے کہ جب وہ ان کا خرچ اٹھائے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھانے پینے اور لباس کے لئے اس کے محتاج ہوتے ہیں۔

یعنی وہ شخص جو اپنے کنبے کی کفالت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے وہ عیال الرجال کی تعریف کے ضمن میں آتا ہے، جو شخص کھانے اور لباس کی ضروریات کی کفالت کرتا ہو۔

خاندان کے لئے مستعمل عربی لفظ "**الاسرۃ** " کا مادہ "اس ر" ہے۔ امام راغب اصفہانی کے نزدیک "**اسرۃ الرجل**" کے معنی افراد خاندان کے ہیں جن سے آدمی قوت حاصل کرتا ہے۔[4]

قرآنی اصطلاح میں بھی "اسرۃ" کے لفظ کے اندر بندش اور مضبوطی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَشَدَدْنا أَسْرَهُمْ﴾[5]

ترجمہ: ہم نے ان کے جوڑ مضبوط کیے۔

الاسر کے معنی قید میں جکڑ لینے کے ہیں اور **اسرۃ الرجل** کے معنی افراد خادندان کے ہیں جن سے انسان قوت حاصل کرتا ہے۔ گویا خاندان افراد کو خونی رشتہ، گھر، قبیلہ یا نسل کی بنا پر ایک دوسرے سے جوڑے رکھتا ہے۔

ابو جعفر نحاس کے نزدیک:

"الأُسْرَةُ: أَقاربُ الرَّجلِ مِن قِبَلِ أَبِيه"[6]

خاندان سے مراد آدمی کے وہ رشتہ دار ہیں جو اس کے باپ کی طرف سے ہوں۔

قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآن حکیم میں خاندان کے لئے "الاسرۃ "کا لفظ استعمال نہیں ہوا بلکہ اس کے لئے "اہل" کا لفظ آیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ﴾(7)

ترجمہ: پس جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے تو کہنے لگے اے عزت والے ہمیں اور ہمارے خاندان کو سخت مصیبت پہنچی ہے۔

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا﴾(8)

ترجمہ: اور ہم نے اسے اس کے اہل وعیال اور ان کے ساتھ اتنے ہی مزید اپنی خاص رحمت عطا کئے۔

خاندانی نظام کی تاریخ وپس منظر

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں اور مسلمہ حقیقت ہے کہ خاندانی نظام کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا انسان کا وجود۔ اس لیے کہ انسان طبعی طور پر معاشرت پسندی اور اجتماعیت کو چاہتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے:

"إن الإنسان مدنی أو إجتماعی لطبعة "(9)

ترجمہ: انسان ہمیشہ سے معاشرت اور اجتماعیت کا دلدادہ رہا ہے۔

انسان اجتماعیت اور معاشرت پسند ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر مختلف عناصر کو جمع کر دیا جس کی بنا پر یہ اکیلا رہنا پسند نہیں کرتا۔ ایک انسان دوسرے انسان کے دُکھ درد میں بحیثیت انسان شریک ہوتا ہے بلکہ دوسرے کے مصائب والام کو اپنے لیے آزمائش قرار دیتا ہے۔ یعنی خاندان اور معاشرے کا ہر فرد دوسرے فرد سے محبت واُلفت رکھتا ہے اور یہی چیز ایک خاندان اور معاشرے کی فلاح وکامیابی کا ہمیشہ سے راز رہا ہے۔ اسی طرح زمانہ قدیم سے افراد خاندان ومعاشرہ ایک دوسرے سے مدد وتعاون کا سلوک روا رکھتے رہے ہیں اور ایک دوسرے کی حفاظت ونگرانی کو اپنا شیوہ قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان﴾(10)

ترجمہ: یعنی نیکی اور تقویٰ کے اعمال میں ایک دوسرے کا تعاون کرو جبکہ گناہ وظلم وزیادتی کے کاموں میں آپس میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے۔

مزید برآں حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ ، وَمَسؤُولٌ عن رَعِيَّتِهِ)) (11)

ترجمہ: تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

خاندان کی تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ ہمیشہ سے ہر خاندان کا کوئی نہ کوئی مسؤل، امیر یا حکمران رہا ہے۔ جس کی نگہبانی اور نگرانی میں تمام افراد خاندان زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔

خاندان کا آغاز و اہمیت

خاندان کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا انسانی وجود۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تخلیق فرمایا اور اسی میں سے حضرت حوا ؑ کو پیدا فرمایا۔ پھر دونوں کا ملاپ ہوا جس سے خاندان کی ابتداء ہوئی۔ جس کو قرآن مجید میں اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً﴾(12)

ترجمہ: لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے۔

اس آیت کریمہ میں جن حقائق کی طرف نوع انسانی کو بلایا گیا ہے وہ انسانوں کی زندگی اور بقاء کے لیے اس حد تک لازمی ہیں کہ ان کے بغیر انسانی زندگی کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔

الغرض حضرت آدم و حواؑ کی پیدائش سے خاندان کی تاریخ کا آغاز ہوا اور ان دونوں سے آج تک کے تمام انسان وجود میں آئے اور یہ بات اللہ کے فرمان" وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً"سے بھی مستنبط ہے۔

خاندان کے استحکام کی بنیادیں:

خاندان کی اکائی تنہا معاشرے میں مثبت کردار ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ رب العالمین نے اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ میل جول ،حسن سلوک اور ادائیگی حقوق پر ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ، غیر رشتہ دار ہمسایوں اور محلہ داروں کے حقوق کی بھی ہدایت دی ہے۔

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنس انسانیت میں خاص طور پر محبت کا عنصر رکھ دیا جس کی وجہ سے ایک انسان دوسرے انسان کے دُکھ درد میں بحیثیت انسان شریک ہوتا ہے بلکہ دوسرے کے مصائب و الام کو اپنے لئے آزمائش قرار دیتا ہے اور اس کے مقابلے کے لئے بھرپور کوشش کرتا ہے۔

قرآنی تعلیمات اور اسوہ رسول نے خاندان کو انتشار سے بچانے کے لیے اور اسے استحکام بخشنے کے لیے باہمی حقوق و فرائض کا ایک سلسلہ قائم رکھا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انفرادیت پسندی، عدم اعتماد، پریشانی اور انتشار جیسے معاشرتی امراض کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ اسلام فرد اور اجتماعیت میں جس توازن واعتدال کا علمبردار ہے اس کا تقاضا ہے کہ خاندان کی حیثیت ایک مضبوط و مستحکم یونٹ کے طور پر قائم رہے تاکہ اجتماعی تربیت کا ابتدائی مرکز وسیع تر اجتماعی شعور اور فلاح کے لئے موثر طور پر کام کرے۔

- **نکاح (مستحکم خاندان کی ابتداء)**

اسلام نے نکاح کو خاندان کی بنیاد بنایا اور بدکاری کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اسلام ایک خاندان کو مضبوط بنیادیں فراہم کرنا چاہتا ہے۔ اسلام کی رُو سے خاندان کی مضبوط بنیاد نکاح کے ذریعے پڑتی ہے۔ چنانچہ وہ اس بنیاد کو خالصتاً خلوص، محبت، پاکیزگی، دیانت داری اور مضبوط معاہدے سے مزین کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾ (13)

ترجمہ: اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون واطمینان پاؤ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان محبت اور نرم دلی کو قائم کر دیا۔

خاندان کی بنیاد مرد اور عورت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالنے کے لئے پہلے ہی ہدایات ذہن نشین کروا دیں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ)) (14)

ترجمہ: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ ضرور شادی کرے۔ شادی نظر کو خوب جھکانے والی اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی ہے۔

اسی طرح ارشاد نبوی ہے کہ:

((النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)) (15)

ترجمہ: نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں۔

یعنی خاندان کی بنیاد ایک گھر ہے اور ایک گھر کی بنیاد نکاح کے بندھن پر رکھی جاتی ہے۔

الغرض انسان کے لئے جوڑے کی تخلیق باعث اطمینان اور وجہ سکون ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اس نے اس خطہ اراضی پر اس کی ہر فطری ضرورت کا اہتمام کرتے ہوئے اس کو خوبصورت ساتھ عطا کیا تاکہ وہ زندگی کی خوشیوں میں شریک ہو اور پریشانیوں میں معاون بن۔

➢ حقوق و فرائض کی ادائیگی

اسلام ایسے خاندان کا ایک تصور پیش کرتا ہے جو حقوق و فرائض اور خلوص و محبت، ایثار و قربانی کے اعلیٰ ترین قلبی احساسات اور جذبات کی مضبوط ڈوریوں سے بندھا ہوا ہو۔ قرآن کریم اور سنت نبوی میں خاندان کے ادارے کے استحکام کے لئے حقوق و فرائض کا تعین کرنے کے لئے ترغیبات دی گئی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ﴾(16)

ترجمہ: لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے

بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ اور قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔

جامع بیان القرآن میں اس آیت کی یوں تفسیر کی گئی ہے:

"وَمُنَبِّهُهُمْ بِذَلِكَ عَلَى أَنَّ جَمِيعَهُمْ بَنُو رَجُلٍ وَاحِدٍ وَأُمٍّ وَاحِدَةٍ، وَأَنَّ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ، وَأَنَّ حَقَّ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ وَاجِبٌ وُجُوبَ حَقِّ الْأَخِ عَلَى أَخِيهِ؛ لِاجْتِمَاعِهِمْ فِي النَّسَبِ إِلَى أَبٍ وَاحِدٍ وَأُمٍّ وَاحِدَةٍ، وَأَنَّ الَّذِي يَلْزَمُهُمْ مِنْ رِعَايَةِ بَعْضِهِمْ حَقَّ بَعْضٍ، وَأَنْ بَعْدَ التَّلَاقِي فِي النَّسَبِ إِلَى الْأَبِ الْجَامِعِ بَيْنَهُمْ، مِثْلَ الَّذِي يَلْزَمُهُمْ مِنْ ذَلِكَ فِي النَّسَبِ "(17)

ترجمہ: یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سب کے سب لوگ ایک مرد اور عورت (آدم و حوا) کی اولاد ہیں اور ان کے ایک دوسرے پر حقوق واجب ہیں چنانچہ بھائی کا اپنے بھائی پر حق واجب ہے، اور بے شک یہ سب نسب میں ایک باپ اور ایک ماں کی طرف منسوب ہیں چنانچہ نسب کی وجہ سے ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت رکھنا لازم قرار دیا گیا ہے۔

خاندان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے اور انہیں تنزلی سے نکالنے میں خاوند اور بیوی کا بہت بڑا کردار شامل ہے۔ خاندانی نظام اس وقت ہی صحیح راہ پر چلے گا جب خاندان کے بنیادی اور اساسی افراد اور ارکان میں سے ہر ایک اپنے حقوق و فرائض کا خیال کرے گا اور یہ بات بھی یاد رہے کہ ایک رکن خاندان کے حقوق جہاں پر ختم ہوتے ہیں وہاں سے دوسرے کے حقوق کا آغاز ہوتا ہے۔

➢ **میراث کا قانون**

اسلام کا وراثت کا قانون دنیا کے اندر ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے دنیا کے اکثر ملکوں میں ورثے اور ترکے کے حقدار لڑکے سمجھے جاتے ہیں لڑکیوں کو کوئی حصہ نہیں دیا جاتا بعض جگہ لڑکوں میں بھی صرف بڑے اور بالغ کو وارث جانشین اور حقدار تصور کیا جاتا ہے اسلام نے عدل و انصاف کا مکمل نمونہ پیش کرتے ہوئے لڑکوں کی طرح لڑکیوں کو بھی اور دوسرے وارث مردوں کی طرح عورتوں کو بھی جائز حصہ دار قرار دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا﴾(18)

ترجمہ: مردوں کے لیے اُس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، اور عورتوں کے لیے بھی اُس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو۔ خواہ تھوڑا ہو یا بہت، اور یہ حصہ (اللہ کی طرف سے) مقرر ہے۔

یہاں یہ چیز بھی یاد رہے کہ وراثت کی تقسیم صرف والدین اور اولاد کے درمیان ہی ضروری نہیں بلکہ شریعت کے مطابق جسے بھی حصہ پہنچتا ہے خواہ وہ چچا ہو یا تایا یا اس کے بیٹے یا بھائی یا دادا یا پوتا ترکہ کا مال لازماً تقسیم ہونا چاہیے، کسی حصے دار کا حصہ ضائع نہیں ہونا چاہیے۔

مزید اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ﴾(19)

ترجمہ: اور جب تقسیم کے وقت قرابت والے اور یتیم و مسکین جمع ہو جائیں تو انہیں بھی اس میں سے کچھ دے دو۔

یعنی جب مرنے والے کی میراث بٹنے لگے اور وہ رشتہ دار بھی آجائیں جن کا حصہ شریعت نے مقرر نہیں کیا مثلاً چچا پھوپھی، ماموں اور خالہ وغیرہ اور غیر رشتہ دار یتامی و مساکین بھی آجائیں تو انہیں بھی مال میں سے کچھ دے دو۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى: (کہ آپس میں نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو) اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کریں۔ کیونکہ آئندہ زندگی گزارنے کے لیے تمہارے رویے کی بنیاد تعاون پہ ہونی چاہیے۔ تعاون انسانی زندگی کی بقا کے لیے ایک لازمی امر ہے۔ جس زندگی میں تعاون نہیں ہے۔ وہ زندگی گزر ہی نہیں سکتی۔ جیسے کوئی بڑے سے بڑا آدمی چھوٹے سے چھوٹے تعاون سے مستغنی نہیں ہے۔ بادشاہ جو تخت پر براجمان ہے۔ اس کا تخت بھی کسی بڑھئی نے بنایا ہے۔ انواع و اقسام کے کھانے جن سے وہ لذت حاصل کرتا ہے۔ وہ کسی کے پکائے بغیر نہیں پکتے۔ ایک دانہ گندم بھی کسان کے علاوہ کئی چیزوں

اور کئی افراد کا محتاج ہے۔ وغیرہ

- **اخلاقی اقدار کی ترویج**

نیک تمناؤں اور دعاؤں کے طفیل میں جو اولاد وجود میں آئے گی وہ لازماً خاندانی اور معاشرتی اقدار کو استحکام بخشے گی۔ قرآن پاک میں ارشاد ربای تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾(20)

ترجمہ: جو دعائیں مانگا کرتے ہیں کہ اے اللہ، ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں کا امام بنا۔

سو اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال کی عاقبت کی فکر بھی پائی جاتی ہے۔ اور وہ ان کے لئے اپنے رب کے حضور دعائیں بھی کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما۔ یعنی ہماری بیویوں اور اولادوں کو ایسا صالح اور نیک بنادے کہ وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بن جائیں۔

ظاہر ہے ایسی نیک تمناؤں اور دعاؤں کے طفیل میں جو اولاد وجود میں آئے گی وہ لازماً خاندانی اور معاشرتی اقدار کو استحکام بخشے گی، صالحیت کی تمنا کرنے والے والدین کو اسی نہج پر تربیت کرنے کے لئے مکلف کیا گیا۔

مقصد ہے کہ اولاد کو نیک و سعادت مند بنانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ اس کی نیکی و سعادت مندی کی دعا بھی مانگتے رہنا چاہئے تاکہ ظاہر و باطن کا حسن صورت و سیرت کی خوبیاں ان میں پیدا ہوں۔ جو خاندان اور معاشرہ کو صحیح خطوط پر آگے بڑھا سکے۔

بچوں کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنا، ان کے طبعی رجحانات کو صحیح رخ پر ڈالنا اور انہیں ذہنی، جسمانی، عملی اور اخلاقی اعتبار سے بتدریج اس لائق بنانا کہ وہ اللہ کے شکر گذار بندے بن کر رہیں، کائنات میں اس کے مطابق تصرف کریں، نیز انفرادی عائلی اور اجتماعی حیثیت سے جو ان پر ذمہ داریاں ان کے خالق ومالک کی طرف سے عائد ہوتی ہیں ان سے کماحقہ عہدہ بر آہو سکیں۔ [21]

اسلام میں خاندان کا تصور

اِسلام کے عائلی نظام کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خاندان کے عناصر کی تعداد بہت وسیع ہے۔ اسلام نے اس حوالے سے جس اہتمام کے ساتھ احکام بیان کیے ہیں۔ اگر حقیقتاً مسلمان ان کا نفاذ کرلیں تو ایک مضبوط، خوشحال اور باہمی محبت کا خوگر خاندان وجود میں آسکتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات بھی یہی ہیں کہ ایک مربوط و مضبوط خاندان کی تشکیل عمل میں آئے۔

اسلام میں خاندان کی بنیادی اکائیاں اگرچہ میاں بیوی ہیں مگر ان کے ساتھ ماں باپ، بیٹے بیٹیاں، پوتے پوتیاں، بھائی بہنیں، چچا اور پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں بھی خاندان کی تشکیل میں شریک ہیں۔ اسلام میں خاندان سمٹا اور سکڑا ہوا نہیں بلکہ وسیع اور پھیلا ہوا ہے۔ یہ چچاؤں اور پھوپھیوں کی اولاد، ماموؤں اور خالاؤں کی اولاد پر مشتمل ہے۔

"اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک خاندان اگرچہ ایک مرد اور عورت کے نکاح کے عقد اور بندھن اور ان کے بچوں سے وجود میں آتا ہے لیکن اس میں شوہر کے والدین اور خونی رشتے کے عزیز بھی شامل ہو کر ایک وسیع خاندان کو تشکیل دیتے ہیں۔ پھر اسلامی شریعت کے خصائص میں سے ہے کہ اسلام نسب و نسل کی حفاظت کو شریعت اسلامیہ کے عمومی مقاصد میں سے شمار کرتا ہے"۔ [22]

رشتہ و قرابت کے استحکام اور نشوو ارتقا میں اسلام نے خصوصی ترغیب و تحریص سے کام لیا ہے۔ قریبی رشتہ داروں کا حق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ [23]

ترجمہ: لوگ آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجئے کہ تم جو کچھ بھی مال سے خرچ کرو بھلائی میں پس والدین کے لئے قرابت داروں کے لئے یتیموں اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لیے۔

یعنی والدین کے ساتھ ساتھ رشتہ دار بھی شامل ہیں۔ اسی طرح اَحکامِ دیت کے تحت قتلِ خطا کی دیت کا بیان ہے کہ مقتول کے عَصَبات [24] اور قبیلہ اس کا حق دار ہے۔ احکامِ میراث کے تحت اللہ تعالیٰ نے میراث میں معیّن درجات اور حصوں کے مطابق اقارب کا حق مقرر کیا ہے۔ اسلام کا یہ اہتمامِ احکام بتاتا ہے کہ خاندان کا شیرازہ اس نظام میں متحد رہنا چاہیے۔ کسی شاخ کو اپنی اصل سے جدا نہیں ہونا چاہیے۔

الغرض اسلام متعدد احکام کے ذریعے خاندان کے باہمی تعلقات کو مضبوط اور مربوط کرتا ہے۔ اسلام نے ان خاندانی تعلقات کو احکام کے

ایک جال کی صورت باہم مربوط کر رکھا ہے۔ صاحبِ استطاعت اور کشادہ دست کے اوپر ذمہ داری ڈالی گئی کہ وہ تنگ دست اور مجبور وضرورت مند پر خرچ کرے۔

جبکہ مغرب میں خاندان صرف ایک مرد اور ایک عورت کے جوڑے پر مبنی ہے اور کہیں اولاد میں سے بھی کوئی شامل ہوتا ہے ورنہ بیٹے بیٹیاں جوانی کو پہنچتے ہی اپنی راہ لیتے ہیں۔ بچوں کے جوان ہو جانے کے بعد والدین کا اُن سے کوئی عملی تعلق نہیں رہ جاتا۔

خاندان معاشرے کا ایک ستون

اسلام نے خاندان کی اکائی کی بطریق احسن تشکیل پر زور دیا ہے۔ خاندان جو میاں اور بیوی کے عزیز واقارب سے تشکیل پاتا ہے، یہی بیوی ماں کے مرتبہ جلیلہ پر فائز ہوتی ہے تو اولاد کی جنت قرار پاتی ہے۔ میاں اور بیوی جب ماں باپ بنتے ہیں تو اولاد کی ہمہ جہت ذمہ داریاں ان کے کندھوں کو جھکا دیتی ہیں جن سے عہدہ برآ ہونے کے لئے خالق نے پہلے سے ان کے لئے ہدایات کا انتظام کر رکھا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ [25]

ترجمہ: لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

قرآن مجید نے اس آیت میں واضح کر دیا کہ حق تعالیٰ نے اگرچہ سب انسانوں کو ایک ہی باپ اور ماں سے پیدا کر کے سب کو بھائی بھائی بنادیا ہے مگر پھر اس کی تقسیم مختلف قوموں، قبیلوں میں تقسیم کرنے میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو تعارف اور شناخت آسان ہو جائے۔ اور اس سے دور اور قریب کے رشتوں کا علم ہو جاتا ہے۔

اسلام ایک فرد کو بھی اہمیت دیتا ہے اور ایک خاندان کو خاندانوں کے باہمی اشتراک سے پیدا ہونے والے قبیلے، برادری کو بھی اور قبائل یا برادریوں سے تشکیل پانے والی قوم یا اُمت کو بھی۔ یوں اسلامی معاشرے میں ہر یونٹ کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہوتی ہے۔ انسانی زندگی فرد سے شروع ہو کر درجہ بدرجہ پھیلتی چلی جاتی ہے اور اس طرح سے ایک امت وجود میں آتی ہے۔ یعنی اسلامی معاشرت کا بنیادی ادارہ خاندان ہے۔ جس کی بہتری اور بھلائی، ابتری یا بربادی پر معاشرے کی حالت کا انحصار ہوتا ہے۔ اسلام نے خاندان کی طرف خصوصی توجہ دی ہے تاکہ اس ادارے کو مضبوط سے
مضبوط تر بنایا جائے اور ایک مضبوط، صالح اور فلاحی معاشرے کا قیام وجود میں آئے۔

فلاح معاشرہ میں خاندان کا کردار

خاندانی نظام فطرت کا تقاضا اور معاشرے کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ وہ معاشرہ یا قوم جس کے افراد خاندانی الجھنوں میں مبتلا ہوں وہ کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا فلاح معاشرہ کے لئے خاندانی نظام کا درست ہونا اور اپنی ذمہ داریوں کو باطریق احسن پورا کرنا ضروری ہے۔

➢ **والدین کا کردار**

خاندان ایک تربیت گاہ ہے۔ اس تناظر میں والدین کا اہم فریضہ ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کریں تاکہ دنیا میں بھی باعزت زندگی گزار سکیں۔ جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (26)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

یعنی اولاد کی تربیت صرف دنیاوی نقطہ نظر سے نہ کی جائے۔ بلکہ یہ خیال بھی مد نظر رہے کہ اس کے ساتھ اخروی جو ابدہی وابستہ ہے۔ ایک متقی آدمی جب اپنے لئے جنت کا راستہ اور سعادت حاصل کرنے کی فکر کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے گھر والوں کو اور پورے خاندان کو نیکیوں کا راستہ، تقویٰ اور اعمال صالحہ سکھائے جیسا کہ اس نے خود سیکھا تا کہ اپنے گھر والوں رشتہ داروں کو جہنم کی آگ سے بچائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ)) (27)

ترجمہ: کوئی باپ اپنے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ اچھے ادب سکھانے سے بہتر نہیں دے سکتا۔

امام بغوی نے اپنی کتاب "شرح السنۃ" میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ والدین سے باز پرس کرے گا کہ تم نے بیوی بچوں کو اچھا راستہ کیوں نہ دکھایا اور ان کو صحیح تعلیم کیوں نہیں دی اور ادھر اولاد سے بھی سوال ہو گا کہ جب تمہارے والدین تمہیں اچھی بات کی نصیحت کرتے تھے تو تم نے کیوں اس کو قبول نہ کیا۔" (28)

یہ واضح حقیقت ہے کہ خاندان میں نئی نسل کی سیرت و کردار اور شخصیت کی تعمیر و تشکیل ہوتی ہے ان کی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو نکھارنے اور پروان چڑھانے میں والدین کا کردار بڑا اہم ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں اسوہ حسنہ کا وجود اس پہلو کے نمایاں آثار میں سے ہے جو بچے کو اپنی جانب متوجہ کرتا ہے اور وہ بچہ اس کی پیروی کرتا ہے اور اس کے طریقہ کار پر چلتا ہے، لہذا اس کے سامنے نمونہ صالح اور اچھا ہو گا تو اس کے باطن میں پوشیدہ صلاحیتیں متحرک اور اجاگر ہو۔ (29)

زوجین کو والدین کی حیثیت سے اولاد کی پرورش، بیٹیوں اور بیٹوں میں عدم تفریق اور دونوں میں مساوی سلوک کی ذمہ داریاں پایہ تکمیل تک پہنچانے کا پابند بنایا گیا اور اس بات پر خصوصی توجہ دلائی گئی کہ بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ . وَضَمَّ أَصَابِعَهُ)) (30)

ترجمہ: جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔

➢ دینی ماحول کی فراہمی: والدین کی اہم ذمہ داری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلاَّ يُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُشَرِّكَانِهِ)) (31)

ترجمہ: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی نصرانی اور مشرک بنادیتے ہیں۔

یعنی ماں باپ کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں دینی ماحول بنائیں، چھٹی کے اوقات اور بچوں کی تعطیل کے ایام اپنے بچوں کے ساتھ گذاریں، ان اوقات میں انھیں ضروری دینی باتیں سکھائیں اور سمجھائیں، نماز اور تلاوتِ قرآن کا ماحول بنائیں، گھر کی خواتین ڈھکا چھپا باپردہ لباس پہنیں، گھر کے بڑے مرد و عورت آپسی گفتگو میں تہذیب و شائستگی اور باہمی ادب و احترام کا لحاظ رکھیں، زبان کی حفاظت کریں اور کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں جس میں بچوں سے تربیت کی باتیں کہی جاسکتی ہوں، موجودہ حالات میں اگر ہم نے بچوں کو دین و اخلاق سے ہم آہنگ ماحول فراہم نہیں کیا تو آئندہ نسل کے لیے بڑا خطرہ ہے؛ کیوں کہ ہمارا تعلیمی نظام بھی دین و اخلاق سے بیگانہ ہے اور تعلیم گاہ کا ماحول بھی اخلاقی بگاڑ کا شکار ہے، ان حالات میں اگر والدین نے بچوں کو مناسب ماحول فراہم کرنے کی کوشش نہیں کی تو یہ بچوں کے ساتھ یقیناً بڑا ظلم ہے اور ان کے والدین و سرپرست عند اللہ جوابدہ ہیں۔

ترقی و امن میں زوجین کا دائرہ کار

خاندان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے اور انہیں تنزلی سے نکالنے میں خاوند اور بیوی کا بہت بڑا کردار شامل ہے۔ خاندانی نظام اس وقت ہی صحیح راہ پر چلے گا جب خاندان کے بنیادی اور اساسی افراد اور ارکان میں سے ہر ایک اپنے حقوق و فرائض کا خیال کرے گا اور یہ بات بھی یاد رہے کہ ایک رکن خاندان کے حقوق جہاں پر ختم ہوتے ہیں وہاں سے دوسرے کے حقوق کا آغاز ہوتا ہے۔

میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ دونوں کو ان کے فرائض یعنی ذمہ داریاں بتادیں۔ شوہر کو بتادیا کہ تمہارے فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں اور بیوی کو بتادیا کہ تمہاری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ہر ایک اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔ زندگی کی گاڑی اسی طرح چلتی ہے کہ دونوں اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی فکر اپنے حقوق حاصل کرنے کی فکر سے زیادہ ہو۔ اگر یہ جذبہ پیدا ہوجائے تو پھر زندگی بہت عمدہ خوشگوار ہوجاتی ہے۔

- **مرد / شوہر کا کردار**

اللہ تعالیٰ کی نظر میں مردوں اور عورتوں کے حقوق برابر ہیں اور دونوں سے مل کر خاندان کی اساس مستحکم اور مضبوط قرار پاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾[32]

ترجمہ: مرد حاکم ہیں عورتوں پر۔

مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ بڑائی سے پیدا کرنے کا مقصد اس پر اضافی ذمہ داریاں ڈالنا ہے نہ کہ انہیں اضافی حقوق سے نوازنا ہے۔ یعنی مردوں کے قوام ہونے کا مرتبہ انہیں ایک جابر، ظالم اور منہ زور ڈکٹیٹر کے مترادف بن جانے کے لیے نہیں دیا گیا کہ اپنے خاندان کی عورتوں سے بلا کسی چوں چراں کے فرمان برداری کا مطالبہ کریں۔

ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

" مردوں کا عورتوں پر حاکم ہونے کا مطلب ہے کہ مرد اپنی بیویوں کو ادب و تادیب سکھلانے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی کرانے اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کرانے میں ان پر حق رکھتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دے رکھی ہے یعنی مردوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیویوں پر اس لیے فضیلت سے نوازا ہے کہ تمام تر ذمہ داریاں خواہ وہ نفقہ اور سکنی کی ہوں خواہ وہ ان کے مہر کو ادا کرنے اور ان کی حفاظت کی ہوں وہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے حصہ میں ڈالی ہیں۔"[33]

شوہر کی چند اہم ذمہ داریاں

- **مکمل مہر کی ادائیگی:** اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾[34]

ترجمہ: عورتوں کو ان کا مہر راضی و خوشی سے ادا کر دو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جن عورتوں سے نکاح کرو ان کے مہر خوشی سے خود ہی ادا کر دو وہ تقاضہ کریں یا نہ کریں۔

مہر صرف عورت کا حق ہے، لہٰذا شوہر یا اس کے والدین یا بھائی بہن کے لئے مہر کی رقم میں سے کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا مہر کی رقم عورت کی خالص ملکیت ہے اس کو جہاں چاہے اور جیسے چاہے استعمال کرے۔

- **بیوی کے لئے رہائش کا انتظام:** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ﴾[35]

ترجمہ: تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں اُن عورتوں کو رکھو۔

اس آیت میں مطلقہ عورتوں کا حکم بیان کیا جا رہا ہے کہ عدت کے دوران ان کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کے ذمہ ہے۔ لیکن یہ گھر میں رکھنا اور عزت سے رکھنا اور ان کے نفقہ کا معقول انتظام کرنا اور ان کے جذبات کا لحاظ رکھنا یہ تمام عورتوں کے بارے میں یکساں ہے۔

- **بیوی کے ساتھ حسن معاشرت:** شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴾[36]

ترجمہ: ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ۔

اس مختصر سے جملے میں حسن معاشرت سے متعلق بڑی عمدہ، عظیم الشان اور جامع تعلیم دی گئی ہے کہ تم لوگ عورتوں کے ساتھ اچھائی کا برتاؤ کرو، یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں حسن اخلاق کے ساتھ معاملہ رکھو۔

- **بیوی سے مشورہ:** اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گھر کے نظام کو چلانے کی ذمہ داری مرد کے ذمہ رکھی گئی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مرد کے لئے قوّام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یعنی مرد عورتوں پر نگہبان اور منتظم ہیں۔ لیکن حسن معاشرت کے طور پر عورت سے بھی گھر کے نظام کو چلانے کے لئے مشورہ لینا چاہئے۔

بیوی کی بعض کمزوریوں سے چشم پوشی کریں، خاص طور پر جبکہ دیگر خوبیاں و محاسن ان کے اندر موجود ہوں۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے عموماً ہر عورت میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ضرور رکھی ہیں۔

- **گھر کے کام وکاج میں عورت کی مدد:** گھر کے کام وکاج میں عورت کی مدد کی جائے، خاص کر جب وہ بیمار ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"نبی اکرم ﷺ گھر کے تمام کام کر لیا کرتے تھے، جھاڑو بھی خود لگالیا کرتے تھے، کپڑوں میں پیوند بھی خود لگالیا کرتے تھے اور اپنے جوتوں کی مرمت بھی خود کر لیا کرتے تھے۔"

➢ **عورت/بیوی کا کردار**

جب یہ کائنات ظہور پذیر ہوئی تو اس وقت سے عورت معاشرے کا لازمی جزو قرار پائی۔ عورت کی اہمیت کے پیش نظر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد حضرت حوا ؑ کو ان کے لئے پیدا کیا تاکہ تخلیق نسل انسانی کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

اسلام کے خاندانی نظام میں عورت کو غیر معمولی حیثیت حاصل ہے ماں کی گود اور اس کی تربیت کو بچے کی پہلی درس گاہ سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔جب ماں اپنے بچے کی تربیت بطریق احسن سرانجام دیتی ہے تو اس سے ہی خاندان کی اصلاح کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور اعلیٰ وارفع اور تعلیم یافتہ خاندان کے لیے ایسی حیادار، تعلیم یافتہ، عقل و فہم اور بصیرت کی حامل خواتین کی ضرورت ہے۔

اسی طرح فرمان نبوی ہے کہ:

((وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ)) (37)

ترجمہ: عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد کی نگران ہے اور ان سے متعلق ان سے باز پُرس ہو گی۔

بیوی کی چند اہم ذمہ داریاں

- **شوہر کی اطاعت:** مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ جو عورتیں نیک ہیں وہ اپنے شوہروں کا کہنا مانتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق نیک عورتیں شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ)) (38)

ترجمہ: اگر عورت نے پانچ نمازوں کی پابندی کی، ماہ رمضان کے روزے اہتمام سے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کی تو گویا وہ جنت میں داخل ہو گئی۔

- **گھریلو ذمہ داری:** خاندانی سسٹم کی ذمہ داری کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ شریعت اس کو اولاد کے سن شعور کو پہنچنے تک ان کی پرورش اور نگہداشت کے لیے مردوں سے زیادہ اہل اور موزوں سمجھتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور چاہتا ہے کہ اس بچہ کو مجھ سے چھین لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ:

((أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي))[39]

ترجمہ: تم ہی اس کی زیادہ حق دار ہو جب تک کہ نکاح ثانی نہ کرلو۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ماں باپ سے زیادہ بچے کی حق دار ہے۔ جب تک کہ وہ دوسرا نکاح نہ کرلے۔

- **مثالی بیوی:** اسلام نے ایک مثالی بیوی کے اوصاف نہایت جامع اور مختصر الفاظ میں ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللَّهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ، إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ، وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ))[40]

ترجمہ: مومن کے لیے تقویٰ حاصل ہونے کے بعد سب سے بڑی بھلائی، نیک بیوی ہے۔ جب وہ اسے حکم دے تو اطاعت کرے۔ جب اس کی طرف دیکھے تو وہ خوش کر دے اور اگر وہ اس کی طرف سے کوئی قسم کھا بیٹھے تو اسے پورا کرے اور اگر شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو اپنی اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔

عورت کو چونکہ گھریلو زندگی کی منتظم بنایا گیا ہے۔ لہٰذا اس کا فرض ہے کہ خوش اسلوبی اور سلیقہ سے گھر چلائے۔ گھر کے نظم و نسق کو برقرار رکھے۔ باپ، بھائی، شوہر اور ان میں سے ہر ایک کے کھانے، لباس، خوراک اور آسائش و راحت کا خیال کرے اور وہ تمام اہل خانہ کے لیے سرمایہ حیات و سکون بن جائے۔

چند مشترکہ ذمہ داریاں:

حتی الامکان خوشی و راحت و سکون کو حاصل کرنے اور رنج و غم کو دور کرنے کے لئے ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہئے۔

- **رازداری:** میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کی مانند ہوتے ہیں کہ جس طرح لباس جسم کے عیوب اور کمزوریوں کو چھپاتا ہے اس طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے راز کی پردہ پوشی کرتے ہوئے ایک دوسرے کی عزت اور وقار میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ﴾[41]

ترجمہ: وہ تمہارا لباس ہے اور تم ان کا لباس ہو۔

اس آیت میں لفظ "لباس" سے کتنی باتیں سمجھا دی ہیں۔ میاں بیوی دونوں پر لازم ہے کہ وہ واقعی ایک دوسرے کا لباس کی طرح رازدر، دلی سکون، اور راحت کا ذریعہ ثابت ہوں۔

- **عفت وعصمت کی حفاظت:** جنسی لحاظ سے مرد اور عورت کا ایک دوسرے کی طرف مائل ہونا فطری عمل ہے۔ اسلام ان ناجائز تعلقات کا مخالف ہے۔ شادی کے ذریعے سے آپ ان تعلقات کو جائز طور پر نبھا سکتے ہیں اور اس کے ذریعے سے زندگی میں توازن بھی قائم رکھا جاسکتا ہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ﴾ (42)

ترجمہ: اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں اس طرح تم اپنے مالوں کے ذریعے ان سے نکاح کرو بشرطیکہ (نکاح) سے مقصود عفت قائم رکھنا ہو نہ کہ شہوت رانی۔

بلاشبہ نکاح سے عورت اور مرد کی عزت وناموس محفوظ ہو جاتی ہے کہ لوگ ان کے کردار پہ انگلی نہیں اٹھاتے اور وہ نفس و شیطان کے حملوں سے بھی محفوظ ہو جاتے ہیں اور برائی کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ یعنی نکاح کا سب سے بڑا مقصد ایک ایسے قلعہ کی تعمیر ہے جس میں میاں بیوی کا ایمان، شرم وحیا کی قدریں اور بیوی کا شرف عفت وعصمت پوری طرح محفوظ ہو۔ کسی کو کبھی یہ جرأت نہ ہو سکے کہ وہ اس قلعہ کی دیواروں کو پھلانگ سکے یا اس میں دراڑیں ڈال سکے اور اس قلعہ میں پلنے والی اولاد اخلاقی قدروں کی امین اور ماں باپ کے جذبہ احترام سے مالا مال ہو۔

الغرض اسلام کے خاندانی نظام کو دو پہیوں والی گاڑی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جو برابر برابر چلنے سے راہ مستقیم پر گامزن ہوتی ہے اگر ایک پہیہ کام چھوڑ جائے تو دوسرا پہیہ بھی ناکام ہو جاتا ہے اور اپنے مقاصد اور منازل کو نہیں پاسکتے۔ یہی مثال خاندان کی اساس اور جڑ، خاوند اور بیوی کی ہے۔ اگر خاوند اپنے حقوق و فرائض کی ادائیگی سے دست بردار ہو جائے اور اپنی من مانی سے زندگی بسر کرنے لگے تو بیوی جس کا دائرہ عمل اور دائرہ کار چار دیواری اور گھر ہے وہ اپنے تمام مسائل حل کرنے سے قاصر ہو جائے گی اور خاندان کا استحکام اور ترقی خطرے کا شکار ہو جائے گی۔ لہٰذا خاندان کے استحکام اور ترقی کی بقا اسی میں ہے کہ خاندان کا ہر فرد اپنے اپنے حقوق و فرائض کا خیال کرے۔

تشکیل خاندان کے عالمی رجحانات

مغربی معاشرے میں شادی کو رسمی معاہدے کے بجائے قانونی معاہدہ تصور کیا جاتا ہے۔ جس میں دونوں والدین بچوں کی پرورش اور ان پر ملکیت کا حق رکھتے ہیں۔ بطور والدین بچوں کی حفاظت کے لیے دونوں کے اپنے اپنے کردار ہیں اور معاشرے میں بچوں کی ترقی اور بقا کی نگرانی کرتے ہیں۔ چند صورتوں میں والدین اپنی اپنی آمدن سے کچھ حصّہ خاندان کے لیے مختص کر دیتے ہیں۔ جبکہ عام حالات میں کوئی ایک خاندان کے لیے کماتا ہے اور دوسرے کو دیکھ بھال کرنا پڑتی ہے۔ (43)

خاندان کے ادارہ میں حالیہ برسوں میں بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ یورپ کے روایتی انفرادی خاندان جو والدین اور بچوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ آج اُس کی صرف اختیاری حیثیت رہ گئی ہے مردوں اور عورتوں کے کرداروں میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ عورت اور مرد تعلیم اور روزگار کے برابر مواقع

سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ ان تبدیلیوں کے نتیجے میں بھی خاندان کی تشکیل اور اقدار میں ناقابل یقین تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ شادیوں کی شرح میں کمی، طلاق میں اضافہ، اور ہم خانگی کی وسیع حد تک قبولیت، ہم جنس شادیوں کی قانونی حیثیت، افزائش نسل کی شرح میں کمی سے یورپی یونین میں افراد کنبہ کی تعداد 2 اعشاریہ 4 افراد فی گھرانہ کر دی ہے۔ (44)

2015ء میں امریکن انٹرپرائز انسٹی ٹیوٹ واشنگٹن نے وال سٹریٹ جرنل میں "خاندان کی عالمی پرواز" کے نام سے خاندان کے تشکیل کے عالمی رجحان کی وضاحت کی:

"اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2013 میں 40 فیصد بچے بغیر شادی کے پیدا ہوئے۔ مردم شماری بیورو کا تخمینہ ہے کہ 27 فیصد بچے ایسے گھروں میں رہتے ہیں جہاں والد نہیں، یورپ میں بے اولاد نوجوانوں میں 40 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ سویڈن اور سوئٹزرلینڈ میں ہر پانچ میں سے چار عورتیں بے اولاد ہیں، اٹلی میں چار میں سے ایک، برلن میں تین میں ایک عورت بے اولاد ہے۔ نام نہاد روایتی خاندانوں میں بھی یہی رجحان ہے۔ جاپان میں تقریباً ہر چھ میں سے ایک عورت شادی نہیں کرتی اور تقریباً 30 فیصد خواتین ایسی ہیں جو بے اولاد ہیں۔"(45)

مجموعی طور پر نئی نسلوں میں خاندانوں کی تشکیل کا طریقہ کار بدل رہا ہے۔ یورپی ممالک میں 20 سے 34 سال کے نوجوان ہم خانگی (Cohabiting) پچھلی نسل سے زیادہ پسند کی جاتی ہے۔ زیادہ تر ممالک میں نئی نسل میں اکیلے رہنے کا رجحان کم ہوتا جارہا ہے اور ہم خانگی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ہم خانگی کا زیادہ رجحان فرانس، شمالی یورپ، انگریزی بولنے والے ملکوں میں ہے۔ جب کہ مصر، اٹلی، پولینڈ، ترکی اور جمہوریہ سلاویہ میں ہم خانگی کا رجحان انتہائی کم ہے۔

طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کی وجہ سے شادی کا عنصر معاشرے میں کم ہوتا جارہا ہے۔ جس کا ثبوت ایک تنظیم کے تحقیقی جریدے میں اس طرح درج ہے:

"The declining marriage rate is not so much a reflection that marriage is no longer desired, but that, in a culture of distrust and divorce, it is fragile."(46)

ترجمہ: شادی کی شرح میں کمی اس بات کی عکاسی نہیں کرتی کہ شادی کی ضرورت اب نہیں رہی، لیکن بے اعتمادی اور طلاق کی ثقافت میں یہ ایک انتہائی نازک تعلق ہے۔

خود مختاری، رازداری، خود پسندی اور ذاتی خوشی کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ آزادی حاصل ہونے سے بڑوں کی اطاعت میں کمی اس کا واضح ثبوت ہے۔ آج کل یورپ میں انفرادی طور پر خاندان کی اہمیت موجود ہے۔ مگر خاندان سے زیادہ دوست کی فکر کی جاتی ہے، کام، تفریح، سیاست اور مذہب میں دوست زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

مغرب کے عائلی نظام کی تباہی

عورت پر گھریلو امور کی ذمہ داری ہے اور یہ ذمہ داری تین پہلو رکھتی ہے۔

- بچوں کی پیدائش
- پرورش و تربیت
- گھریلو امور کی انجام دہی اور شوہر کو سکون مہیا کرنا۔

ان تین ذمہ داریوں کے ساتھ جب عورت نے چوتھی ذمہ داری ملازمت کی بھی ڈال لی۔ تو نہ صرف پہلی تین ذمہ داریاں نظر انداز ہوئیں بلکہ اس کی ذات بھی پِس کر رہ گئی۔ اس کی حالت اُس عورت جیسی ہوگئی جو پہاڑ کی بلندی سے نیچے اتر رہی ہو اور پانی کے بھرے ہوئے گھڑے دونوں بغلوں میں تھام رکھے ہوں اور ایک سر پر اٹھا رکھا ہو۔

اس افسوس ناک صورت حال کو بیان کرتے ہوئے نعیم صدیقی اپنی کتاب **"عورت معرض کشمکش میں"** رقم طراز ہیں:

"عورت کو صنعت میں لانے کا قدرتی نتیجہ گھریلو زندگی کی تباہی ہے۔ تھوڑا تھوڑا کر کے اس کا پرانا مشغلہ اس سے چُرا لیا گیا اور اب "گھر" دلچسپی سے خالی ہو کر رہ گیا ہے اور خود عورت بے مقصدی اور بے اطمینانی کی حالت میں مبتلا ہے۔ گھر جب اس طرح خالی ہو گیا ہے کہ نہ اس میں کرنے کا کوئی کام کیا جاتا ہو اور نہ ہی اس میں زندگی بستی ہو تو اس کے سوا اور کیا ہوتا ہے کہ مردوں اور عورتوں نے اس سے کنارہ کشی کر لی۔ اس طرح جو ادارہ دس ہزار سال سے برقرار تھا، ایک ہی نسل میں تباہ ہو گیا۔"(47)

عورت کی ملازمت نے عائلی زندگی کی تباہی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ گھر خالی اور ویران، بچے توجہ اور شفقت سے محروم اور میاں بیوی کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل کر دی ہے۔

ظاہری طور پر تو اس کی معاشی حالت پہلے سے کچھ اچھی ہو گئی لیکن اس پر دوہری ذمہ داری کا بوجھ پڑ گیا۔ خاندانی نظام بالکل تلپٹ ہو کر رہ گیا ہے۔ افرادِ خانہ میں محبت واُلفت کے تمام بندھن ٹوٹ گئے ہیں اور انسان اس سکون سے محروم ہو گیا ہے، جو صرف خاندان ہی فراہم کر سکتا ہے۔ خاندان کا ٹوٹنا دراصل تمام معاشرے کا درہم برہم ہونا ہے۔

خاندان کے استحکام کو زوال کا شکار کرنے والے عناصر:

اسلام میں خاندان کے استحکام اور اس کی بقاء کے لئے مکمل ہدایات فراہم کرتا ہے۔ لیکن ان تمام ہدایات کے باوجود نظام کیوں کر غیر مستحکم ہو جاتا ہے۔

➢ **دین سے دوری**

دین سے دوری یعنی لوگوں نے اسلام کو محض چند عبادات تک ہی محدود کر لیا ہے باقی معاملات میں اسلام کو یکسر فراموش کر دیا ہے۔ دوسرے معاملات کی طرح شادی بیاہ جیسے اہم معاملے میں بھی اسلام کی تفصیلی تعلیمات موجود ہیں جن عمل کا نتیجہ ایک مضبوط خاندان کی صورت میں سامنے آتا ہے اور ان اسلامی تعلیمات سے اعراض کی صورت میں نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ خاندان کے بکھرنے میں عرصہ نہیں لگتا۔(48)

➢ **خاندان کی اہمیت اور مقام میں کمی:**

باہم افراد کا مل جل کر رہنا، ایک دوسرے کے دکھ درد میں خوشی میں شریک ہونا افراد کو سکون مہیا کرتا ہے۔ آج دور جدید میں ماڈرن کہلانے کے چکر میں خاندان کے افراد کی ایک دوسرے سے دوری، عدم توجہی کے رویے کی وجہ سے اس ادارے کو کمزور کر دیا ہے۔

➢ **مرد کا حاکمانہ رویہ:**

ایسے خاندان جہاں پر میاں بیوی، بچوں اور دیگر رشتوں کے اندر ربط تعلق ہم آہنگی اور خوشگواری کا فقدان، خانگی فضاء سرگرمی، جوش باہمی احترام ومحبت اور شفقت وپیار سے خالی ہے۔

"ایسے گھرانے جہاں پر مرد کا آمرانہ رویہ ہے اور وہ اپنی رائے اور اپنے فیصلوں سے اختلاف کو سنگین جرم سمجھتا ہے اور ایسے مجرم کو خواہ وہ اس کی بیوی ہو یا بیٹی سخت سزا کا موجب گردانتا ہے یہ رجحان اسلامی اصولوں کے خلاف ہے، اسلامی تعلیمات کے منافی اور خاندانی استحکام کو نقصان پہنچانے والا رویہ ہے۔"(49)

مرد کا بے جا رعب و دبدبہ بھی خاندان کے اندر دراڑیں ڈلنے کا سبب بنتا ہے۔ بہت زیادہ سختی اور بے جا مار پیٹ سے منع کیا گیا ہے تا کہ گھریلو معاملات خراب نہ ہوں۔

- **عورت کا گھریلو ذمہ داریوں سے فرار / لاپرواہی:**

گھر عورت کے دم سے آباد ہے۔ جب عورت نے گھر کی ذمہ داریوں سے فرار کی راہیں تلاش کی ہیں نہ صرف شوہر، بچے اس کا پورا خاندان ہی تباہ نہیں ہوا بلکہ انسانی رشتے بھی اس کے بھینٹ چڑھ گئے ہیں:

" تحریک آزادی نسواں نے عورتوں کو مظلوم قرار دیتے ہوئے خاندان کی ذمہ داریوں سے فرار کی راہ دکھائی ان عوامل کی بنا پر اب بچوں کی پرورش اور تربیت کے ادارے تباہی کی طرف رواں دواں ہیں، بچوں کا کوئی پرسان حال نہیں، نئی نسلیں ماں باپ کے بغیر پل رہی ہیں قدیم اجتماعیتوں اور خاندانوں کا نظام ختم ہو رہا ہے۔"(50)

خاندان کا استحکام عورت کے دم سے ہے کسب معاش کے نام پر جب عورت نے گھر کو چھوڑا تو شوہر، بچے وہ خود ہی تباہ نہیں ہوئی بلکہ انسانی رشتے بھی اس ملازمت کی بھینٹ چڑھ گئے۔ عورت کو نام نہاد آزادی کے نام پر باہر نکالا گیا۔

سویت یونین کے صدر میخائل گورباچوف نے عورتوں کے بارے میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ:

" مغرب سوسائٹی میں عورت کو گھر سے نکالا گیا اور اس کو باہر نکالنے کے نتیجے میں بے شک ہم نے کچھ معاشی فوائد حاصل کئے اور پیداوار میں کچھ اضافہ تو ہوا ہے لیکن خاندانی نظام تباہی سے دوچار ہوا ہے۔"(51)

- **زوجین کے انتخاب کا میعار:**

زوجین میں سے ہر کوئی ایک دوسرے کے اخلاق و کردار سے متاثر ہوتا ہے اس لئے زوجین کے انتخاب میں دینداری اور تقویٰ کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے حسب نسب، مال و جمال اور دین میں سے دین کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے۔

ڈاکٹر خالدہ ترین نے کہا کہ:

" اخلاق کردار اور اچھی شہرت کی بجائے دولت میعار بن گیا ہے جس کی وجہ سے مسائل کا سامنا ہے اور گھر ٹوٹنے لگے ہیں۔"(52)

- **دیگر اقوام کے ساتھ معاشرت کے اثرات :**

صدیوں سے ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بھی ہمارا خاندانی نظام اسلام نظام خاندان سے جدا طرز پر تشکیل پا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا ابوالاعلی مودودی لکھتے ہیں کہ:

" غیر اسلامی تمدن کی وجہ سے مسلمانوں کے خاندانی معاملات میں نہ صرف بہت سے ایسے رسمیات اور واہمیات داخل ہو گئے ہیں جو اسلامی قانون ازدواج کے اصولوں اور اس کی روح کے خلاف ہیں بلکہ سرے سے اسلامی تصور خاندان محو ہو گیا ہے۔"(53)

- **مغربی میڈیا کی یلغار :**

مغربی افکار کی ترویج کرنے والے رسائل و جرائد نیز فلموں اور ڈراموں کے ذریعے نوجوانوں کو غیر محسوس انداز میں حرام محبت کی لذت سے آشنا کیا جاتا ہے۔ نامحرموں کے ساتھ تعلقات کو جدید معاشرے کے لوازمات کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

خاندان کو درپیش معاشرتی مسائل

قرآن مجید نے والدین کو جن اسباب کی بنا پر یہ اعزاز بخشا ہے وہ اسباب اپنی جگہ پر قائم و دائم ہیں مگر مسلم والدین کی آنکھوں سے زمانہ کی چکا چوند نے انبیائی مشن کو او جھل کر دیا ہے اور اس کے نتیجہ میں مسلمانوں میں بھی اولاد کی تربیت، تعلیم اور ترجیحات کا پورا نظام بدل گیا ہے، مسلمان بھی طلب دنیا کی دوڑ میں اپنی اولاد کو آگے رکھنے کے لئے وہی کچھ کر رہے ہیں جو باطل نظریات رکھنے والے کر رہے ہیں، خاندانوں کے اندر تربیتی نظام کمزور پڑ گیا ہے۔

نظام خاندان کو اس کے بیرونی خطرات سے بچانے کے ساتھ اسے اندرونی خطرات در پیش ہیں ان سے بھی بچایا جائے، ان میں صحیح خطوط پر تربیت، اسلامی اقدار کی خود شناسی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید ذرائع ابلاغ اور مغربی تہذیب کی یلغار کا دفاع، مادہ پرستی سے نفرت، مشترک بر ہمنی خاندانی نظام سے تحفظ، جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے بروقت نکاح، سماجی رسم ورواج کی جکڑ بندیوں سے آزادی اور حقوق و فرائض کی پر سوز تعلیم سے انحراف کی بنا پر خاندان عدم تحفظ کا شکار ہے۔

خاندانی انتشار میں سب سے مہلک کردار ذرائع ابلاغ کا ہے جس کے ہر نشریہ میں چاہے وہ ڈرامہ ہو، فلم ہو یا اشتہار کوئی پروگرام ایسا نہیں ہوتا جو خاندانی اقدار پر تیشہ چلانے والا نہ ہو اس پر مستزاد انٹرنیٹ (سوشل میڈیا) کی تباہ کاریاں ہیں، ذرائع ابلاغ کے مہلک اثرات کے وجہ سے کورٹ میرج، ناجائز دوستیاں، طلاق کی شرح میں اضافہ، خاندانوں کی ٹوٹ پھوٹ کا سامنا ہے۔

خاندانی ادارے کے زوال کا سبب والدین کی سوچ، فکر اور ترجیحات میں تبدیلی بھی ایک اہم وجہ ہے۔

پاکستان کے خاندانی نظام کی صورتحال:

پاکستان کے خاندانی نظام کی بنیاد دینی اور ثقافتی اقدار پر رکھی گئی ہے۔ جس میں بہت سے عوامل کار فرما ہیں۔ جس میں علاقائی، تہذیبی، تمدنی اور تاریخی روایات کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

بلحاظ ساخت پاکستان میں دو طرح کا خاندانی نظام پایا جاتا ہے۔

- مشترکہ خاندانی نظام
- جداگانہ خاندانی نظام

مشترکہ خاندانی نظام

مشترکہ خاندانی نظام کی بھی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم: اس میں ماں باپ اور بچوں کے علاوہ ان کے قریبی رشتہ دار جن میں دادا دادی، نانا نانی، چچا چچی وغیرہ ساتھ رہتے ہیں۔

دوسری قسم: اس طرح کے خاندان میں والدین، میاں بیوی اور بچے شامل ہوتے ہیں۔

مشترکہ خاندانی نظام کے بارے میں سید سعد اختر رضوی لکھتے ہیں کہ:

"مشترکہ خاندان سے مراد وہ خاندان ہے جس میں ایک باپ، اس کی اولاد، بھائی، بہنیں، چچا اور بھتیجے مل جل کر رہیں اور مشترکہ طور پر خاندان کی معاشی ضروریات کی تکمیل کرتے ہوں۔ سب کے کھانے پینے اور قیام کا انتظام ایک ہی مکان میں ہوتا ہو۔" (54)

جداگانہ خاندانی نظام

جداگانہ خاندانی نظام میں صرف میاں بیوی اور ان کے بچے شامل ہوتے ہیں۔

الغرض مشترکہ خاندانی نظام ہو یا جداگانہ دونوں کا ثبوت عہد رسالت اور عہد صحابہ سے ملتا ہے۔ لہٰذا دونوں نظام فی نفسہ درست ہیں۔ بشرطیکہ جس نظام میں شریعت کی حدود کی پاسداری، والدین اور دیگر زیر کفالت افراد کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔

خاندان کا ہر فرد اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود و تعلیمات کا پاسدار ہو۔ نیز احساس ذمہ داری، عدل واحسان اور ایثار کے جذبہ سے سرشار ہو تو خاندانی نظام خواہ مشترکہ ہو یا جداگانہ۔ اس کے معاشرے پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں خاندان کو درپیش معاشرتی مسائل کا حل

خاندان میں امن

خاندان میں امن سے مراد ایسی کیفیت ہے جس میں افراد خانہ کو ذہنی اطمینان و یکسوئی حاصل ہو اور ان کی سوچوں میں عداوت، بغض اور دشمنی نہ ہو۔ بلکہ ایک دوسرے کا احترام، تحمل اور برداشت ہو۔ ایک فریق دوسرے پر اعتماد رکھتا ہو۔

اسلام جس صالح معاشرے کی تکمیل چاہتا ہے وہ باہمی کدورتوں اور نفرتوں کی صورت میں پنپ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے وہ افراد خانہ کے درمیان کشیدگی کا باعث بننے والے امور کے پیش نظر حکم دیتا ہے کہ اگر اختلاف ہو جائے تو باہم مشاورت سے امور طے کیے جائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا﴾[55]

ترجمہ: اور اگر تمہیں اندیشہ ہو میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کا تو تم مقرر کرو ایک منصف مرد کے خاندان سے، اور ایک عورت کے خاندان سے، اور اگر وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ پیدا فرمادے گا ان دونوں کے درمیان موافقت کی کوئی صورت۔

صلہ رحمی

صلہ رحمی[56] سے مراد ان رشتوں داروں سے اچھا سلوک کرنا ہے۔

امام بقاعی کے بقول:

"صلہ رحمی کا جو عظیم مقام اللہ کے نزدیک ہے اس وجہ سے اس نے اس کو اپنے نام کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔"[57]

صلہ رحمی پر مبنی اسلامی خاندانی نظام ایک ایسا اجتماعی نظام ہے جو مغربی تہذیب کے صلہ رحمی سے خاندانوں کے بہت سے مسائل سے نجات عطا کرتا ہے۔ معاشرے کو بہت سی خرابیوں سے بچاتا ہے جن میں آج مغربی معاشرہ مبتلا ہے وہاں پر ماں باپ کو بوڑھا ہونے پر اولڈ ہوم میں چھوڑ آتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾[58]

ترجمہ: اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور اگر تمہارے پاس ان دونوں میں سے کوئی یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اف تک نہ کہو انھیں مت جھڑ کو اور ان سے نرمی بات کرو۔

اس آیت کریمہ میں ان بنیادی اصولوں کا ذکر کیا گیا ہے جن پر آئندہ معاشرے کی تعمیر ہونا ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی دعوت کا وہ منشور ہے جس پر نئے اسلامی معاشرے کی قانونی عمارت اٹھائی جانی ہے۔

اسلامی معاشرے میں ایک مثالی خاندان میں ماں باپ کی عزت اور وقار ایسا ہی ہونا چاہئے اس کے بعد باقی رشتوں کے ساتھ حسن سلوک کی باری آتی ہے۔ اگر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک روا رکھا جائے گا تو ہی معاشرہ امن کا گہوارہ اور ایک فلاحی معاشرہ کہلائے گا۔

حقوق کی ادائیگی:

شریعت اسلامیہ نے ہر شخص کو اس بات پر متوجہ کیا ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کرے۔ اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ پر انجام دے اور لوگوں کے حقوق کی مکمل ادائیگی کرے۔ شریعت اسلامیہ نے ہر شخص کو مکلف بنایا ہے کہ وہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کی

مکمل طور پر ادائیگی کرے حتی کہ بعض وجوہ سے حقوق العباد کو زیادہ اہتمام سے ادا کرنے کی تعلیمات دی گئیں۔

آج ہم دوسروں کے حقوق تو ادا نہیں کرتے ہیں البتہ اپنے حقوق کا جھنڈا اٹھائے رہتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی کوئی فکر نہیں کرتے ہیں۔ اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے مطالبات کئے جارہے ہیں، تحریکیں چلائی جارہی ہیں، مظاہرے کئے جارہے ہیں، ہڑتالیں کی جارہی ہیں، حقوق کے نام سے انجمنیں اور تنظیمیں بنائی جارہی ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسی انجمنیں یا تحریکیں یا کوششیں موجود نہیں ہیں کہ جن میں یہ تعلیم دی جائے کہ اپنے فرائض، اپنی ذمہ داریاں اور دوسروں کے حقوق جو ہمارے ذمہ ہیں وہ ہم کیسے ادا کریں؟ شریعت اسلامیہ کا اصل مطالبہ بھی یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داریوں یعنی دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی زیادہ کوشش کرے۔

جذبہ ایثار اور قربانی

یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ شادی ذمہ داری کا احساس پیدا کرتی ہے اور زندگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے کوشش کرنے کا حوصلہ دیتی ہے اس سے انسان کے اندر اپنے بیوی بچوں، والدین اور دوسرے لوگوں کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے افراد خاندان کے درمیان ایک دوسرے کے حوالے سے اور افراد حکومت کے درمیان نان ونفقہ کی ذمہ داری کا ایک ٹھوس نظام رکھا ہے۔

خاندانی نظام اور اسوہ حسنہ ﷺ

سماجی زندگی دوسرے انسانوں کے ساتھ سلوک، برتاؤ اور رویہ سے تشکیل پاتی ہے لوگوں سے خوشگواری اور خندہ پیشانی سے ملنا مسکرا کر ملنا ان سے شیریں کلام کرنا مہذب زندگی کی علامت ہے۔ جس کے لئے رسول ﷺ نے ایک خوشنما اصول کی طرف ان الفاظ میں میں راہنمائی فرمائی ہے کہ:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي)) (59)

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہو اور میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہوں۔

آپ ﷺ نے خاندان کے اندر عورتوں کو معزز مقام دیا تاکہ خاندان کی بنیادی اکائی کی معاشرتی حیثیت کو بلند کیا جائے۔

حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کا ایک سیاہ غلام تھا جسے انجشہ کہا جاتا تھا جو تیزی کے ساتھ اونٹوں کو ہنکائے جارہا تھا تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا:

((وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيرِ))(60)

ترجمہ: تیری خرابی ہو اے انجشہ ذرا ان شیشوں کو سنبھال کرلے جا (شیشوں سے مراد عورتیں تھیں)

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت دیتے ہوئے آپ ﷺ نے صلہ رحمی کی تلقین فرمائی اور خاندان کو انتشار سے بچانے کے لئے اور اسے استحکام بخشنے کے لئے باہمی حقوق و فرائض کا ایک سلسلہ قائم کر دیا۔ جس پر عمل پیرا ہو کر انفرادیت پسندی، عدم اعتماد، پریشانی اور انتشار جیسے معاشرتی امراض کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ میں خاندان کے جملہ عناصر ترکیبی مثلاً والدین، ازواج مطہرات، اولاد، اقربا اور غلاموں کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔

نتائج اور حاصل کلام

اسلام میں خاندان کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اس میں خاندانی نظام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے دین اسلام فرد کی فکری تربیت کے حوالے سے اس حقیقت کو متعارف کراتا ہے کہ انسان معاشرت پسندی کے خمیر سے تخلیق کیا گیا۔ خاندان معاشرے کا سب سے اہم اور بنیادی یونٹ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان رشتہ ازدواج سے وجود میں آتا ہے۔ معاشرے کی ترقی و نشونما کا انحصار جہاں خاندان پر ہے وہاں معاشرے کی تنزلی و انتشار کا انحصار بھی اسی خاندان پر ہے۔

خاندان ہی معاشرے کی اساسی اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس خاندان کی اکائی مضبوط اور مستحکم ہو گی اسی قدر ہی معاشرہ اور ریاست مضبوط اور مستحکم ہوں گے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ شریعت میں ہر شخص کو اس بات پر متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کرے۔ حقوق کے مطالبے پر زور نہیں دیا گیا ہے۔ آج کی دنیا حقوق کے مطالبے کی دنیا ہے ہر شخص اپنا حق مانگ رہا ہے اور اپنے حق کا مطالبہ کر رہا ہے۔ جبکہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ کرے اگر ہر شخص اپنے فرائض ادا کرنے لگے تو سب کے حقوق ادا ہو جائیں شوہر اگر اپنے فرائض ادا کرے تو بیوی کے حقوق ادا ہو گئے اور بیوی اپنے فرائض ادا کرے تو شوہر کا حق ادا ہو گیا۔ شریعت کا اصل مطالبہ یہی ہے کہ تم اپنے فرائض ادا کرنے کی فکر کرو۔

حواشی و حوالہ جات

---

[1]۔ سورۃ التوبہ: 9/71

[2]۔ لسان العرب، ابن منظور، محمد بن مکرم، افریقی، دار صادر، بیروت، الطبعہ الاولیٰ، ص: 11/481

3۔ ایضاً، مزید دیکھیے؛ تہذیب اللغۃ، محمد بن أحمد، أبو منصور، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، الطبعۃ الأولی، 2001ء، ص:3/125

4۔ المفردات فی غریب القرآن، امام راغب اصفہانی، دار القلم، دمشق، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1412ھ، ص:73

5۔ سورۃ الانسان:76/28

6۔ تاج العروس، الزبیدی، محمد مرتضی، دار الفکر، بیروت، 1994ء، ص:3/13؛ موسوعۃ الفقیہہ، 4/223

7۔ سورۃ یوسف:12/88

8۔ سورۃ ص:38/43

9۔ موسوعہ الاسرۃ، عبد محسن عبد اللہ الخرافی، اللجنۃ الاستشاریہ العلیا، کویت، الطبعہ الاولی، 1424ھ، ص:3/33

10۔ سورۃ المائدۃ:5/2

11۔ صحیح بخاری، محمد بن إسماعیل أبو عبد اللہ بخاری، دار ابن کثیر، الیمامہ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1407ھ، 1987ء، **باب العبد راع في مال سيده ولا يعمل إلا بإذنه**، حدیث:2278، ص:2/848

12۔ سورۃ النساء:4/1

13۔ سورۃ الروم:30/21

14۔ صحیح بخاری، محمد بن إسماعیل أبو عبد اللہ البخاری، دار ابن کثیر، الیمامہ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1407ھ، 1987ء، **كتاب النكاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم** حدیث:4779، ص:5/1950

15۔ سنن ابن، محمد بن یزید أبو عبد اللہ، دار الفکر، بیروت، **كتاب النكاح، باب ما جاء في فضل النكاح**، حدیث:1846، ص:1/592

16۔ سورۃ النساء:4/1

17۔ جامع البیان فی تأویل القرآن، محمد بن جریر، أبو جعفر الطبری، مؤسسہ الرسالہ، الطبعۃ الأولی، 1420ھ، 2000ء، ص:7/512

18۔ سورۃ النساء:4/7

19۔ سورۃ النساء:4/8

20۔ سورۃ الفرقان:25/74

21۔ فن تعلیم وتربیت، افضل حسین، مرکز جماعت اسلامی ہند، دہلی، 1963ء، ص:35

22۔ عورت خاندان اور ہمارا معاشرہ، خالد رحمن، سلیم منصور، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈی، اسلام آباد، 2007ء، ص:47

23۔ سورۃ البقرۃ:2/ 215

24۔ باپ کی طرف سے قرابت دار

25۔ سورۃ الحجرات:49/13

26۔ رسوۃ التحریم:66/6

27۔ سنن ترمذی، محمد بن عیسی، ترمذی، دار الغرب الإسلامی، بیروت، 1998ء، **أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي أَدَبِ الْوَلَدِ**، حدیث:1952، ص:3/402

28۔ شرح السنۃ، الحسین بن مسعود البغوی، المکتب الإسلامی، دمشق، بیروت، الطبعۃ الثانیہ، 1403ھ، 1983ء، ص:2/408

29۔ اولاد کی تربیت قرآن وسنت کی روشنی میں، جمعہ احمد خلیل، بیت العلوم، لاہور، 2003ء، ص:130

30۔ صحیح مسلم، **كتاب البر والصلة والآدب، باب فَضْلِ الإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ**، حدیث:6864، ص:8/38

31ـ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب مَعْنَی کُلُّ مَوْلُودٍ یُولَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ...، حدیث: 6929، ص: 8/53

32ـ سورۃ النساء: 4/34

33ـ جامع البیان فی تاویل القرآن، محمد بن جریر، ابو جعفر الطبری، مؤسسہ الرسالہ، الطبعہ الاولی، 1420ھ، 2000ء، ص: 8/290

34ـ سورۃ النساء: 4/4

35ـ سورۃ الطلاق: 65/٦

36ـ سورۃ النساء: 4/ ١٩

37ـ صحیح بخاری، کتاب الأحکام، باب قول الله تعالی: أطیعوا الله وأطیعوا الرسول وأولي الأمر منکم، حدیث: 6719، ص: 6/2611

38ـ مسند أحمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مؤسسہ الرسالہ، الطبعہ الاولی، 1421ھ، حدیث: 1661، ص: 3/ 199

39ـ سنن أبي داؤد، أبو داؤد سلیمان بن الأشعث، دار الکتاب العربي، بیروت، کتاب الطلاق، باب مَنْ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ، حدیث: 2278، ص: 2/251

40ـ سنن ابن ماجہ، ابن ماجہ أبو عبد الله محمد بن یزید، دار إحیاء الکتب العربیہ، کِتَابُ النِّکَاحِ، بَابُ أَفْضَلِ النِّسَاءِ، حدیث: 1857، ص: 1/596

41ـ سورۃ البقرۃ: 2/187

42ـ سورۃ النساء: 4/24

43ـ National Council on Family Relations, "Conjugal Power and Resources: An Urban African Example". Journal of Marriage and Family, Vol 4, 1970

44ـ The European Values Education (EVE), "Teaching about the Family Values of Europeans", University of Potsdamer, Anke Uhlenwinkel, 2013.

45ـ Wall Street Journal, "The Global Flight From the Family" Nicholas Bierstadt (February 21, 2015), retrieved February 26, 2017

46ـ Index of Culture and Opportunity, "A Generation Conflicted About Marriage",2016, Amber and David Lapp, , Washington :Heritage Foundation, 2016,

47ـ عورت معرض کش مکش میں، نعیم صدیقی، الفیصل پبلیشرز، لاہور، ص: 72

48ـ شادیاں کیوں ناکام ہوتی ہیں؟ ماہنامہ بنات عائشہ، کراچی، نومبر-دسمبر، 2008ء، ص: 137

49ـ عصر حاضر کی اسلامی تحریکیں، ص: 425

50ـ ماہنامہ افکار معلم، تنظیم منزل، لاہور جولائی، 2007، ص: 18

51ـ بحوالہ، ماہنامہ محدث، جے بلاک ماڈل ٹاؤن، لاہور، نومبر 2004، ص: 54

52ـ روزنامہ جھنگ، لاہور 13 اگست، 2001ء

53ـ حقوق زوجین، ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1986، ص: 13

54ـ The Family Life of Islam, Syed Saeed Akhtar Razvi, World Organization for Islamic Services, Tehran, P:11

[55]۔ سورۃ النساء:4/35

[56]۔ صلہ رحمی کے معنی ہیں رشتوں کو جوڑنا

[57]۔ نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، البقاعی، برہان الدین ابو الحسن ابراہیم بن عمر، المکتبہ التجاریۃ، لمصطفیٰ احمد باز، مکۃ المکرمہ، 1992ء، ص: 5/176

[58]۔ سورۃ الاسراء:17/24

[59]۔ سنن ترمذی، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابٌ فِي فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ، حدیث: 3895، ص:6/192

[60]۔ صحیح بخاری، كتاب الأدب، باب ما جاء في قول الرجل ويلك، حدیث:5809، ص:5/2281